بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِين، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين،

أَمَّا بَعْدُ:

02-نواقض الاسلام: پہلا ناقض: اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک کرنا

نواقض الاسلام لشیخ الاسلام المجدد محمد بن عبد الوہاب التمیمی رحمۃ اللہ علیہ کے اس پیارے رسالے کی شرح کا درس جاری ہے اور ہم شرح کر رہے تھے فضیلۃ الشیخ العلامہ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ کی شرح سے۔ پچھلی نشست میں مقدمے کے تعلق سے چند اہم باتیں کی تھیں آج کی نشست سے ان شاء اللہ پہلے ناقض سے درس کا آغاز کرتے ہیں۔

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''الأوَّلُ: الشِّرْكُ فِي عِبادةِ اللهِ تعالىٰ'' (سب سے پہلا ناقض نواقض اسلام میں سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک کرنا)۔

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ اس جملے کے تعلق سے فرماتے ہیں: ''أعظَمُ أنواعِ الردّة'' (ردّت کے سب سے بڑے اور عظیم اقسام میں سے) ''الشِّرْكُ فِي عِبادةِ اللهِ'' (اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک کرنا ہے) ''بأن يُعبَدَ مَعَ اللهِ غَيرُه'' (کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرائے عبادت میں) ''كأن يَذْبَحَ لِغَيْرِ اللهِ، أَوْ يَنْذُرَ لِغَيْرِ اللهِ، أَوْ يَسْجُدَ لِغَيْرِ اللهِ'' (جیسا کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بھی مخلوق کے لیے یا کسی کے لیے بھی ذبح کرے (یعنی قربانی کرے)، یا غیر اللہ کے نذر کرے، یا منّت مانے، یا غیر اللہ کے لیے سجدہ کرے) ''أو يَستَغِيث بِغَيْرِ اللهِ فِيمَا لَا يقدر عَلَيهِ إِلَّا الله'' (یا غیر اللہ سے استغاثہ طلب کرے ''فِيمَا لَا يقدر عَلَيهِ إِلَّا الله'' ہر اُس چیز میں جس پر صرف اللہ تعالیٰ قادر ہے)۔

یاد رکھیں جب بات استغاثہ کی آتی ہے مد طلب کرنے کی آتی ہے، یا بات استعانہ کی آتی ہے، یا بات استعاذہ کی آتی ہے تو تین چیزوں کو یاد رکھ لیں "استعاذہ ہے، استغاثہ ہے اور استعانہ ہے" ان تین چیزوں میں یہ چیز جاننا بہت ضروری ہے کہ یہ دو قسم کے ہوتے ہیں جن اُمور میں مدد طلب کی جاتی ہے یا پناہ مانگی جاتی ہے یا استغاثہ کیا جاتا ہے دو قسم کے اُمور ہیں:

1-پہلی قسم کے وہ اُمور جن پر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ قادر ہے ان اُمور میں غیر اللہ سے استغاثہ یا استعانہ یا استعاذہ یہ شرک اکبر ہے دائرۂ اسلام سے خارج کردینے والا عمل ہے۔

2-اور دوسری قسم کے وہ اُمور ہیں جن پر مخلوق قادر ہے کہ کوئی مسلمان بھائی آپ کی مدد طلب کرتا ہے جن چیزوں پر عام طور پر انسان قادر ہے تو اُس کا مدد طلب کرنا شرک نہیں ہے اور مدد کرنے والا بھی اگر اللہ تعالیٰ کے لیے اُس کی مدد کر دیتا ہے تو پھر اُس کا یہ عمل قابل ثواب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں۔

تو اس لیے شیخ صاحب نے فرمایا ہے: "أو يستغيث بغيرِ اللهِ فيما لا يقدر عليه إلّا الله"، اور وہ لوگ بہت بڑی غلطی پر ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ سلفی جو ہیں یا اہل حدیث جو ہیں وہ ہر قسم کی مدد اور استعانت کو شرک سمجھتے ہیں۔ ہمارے علماء کے اقوال بالکل واضح ہیں اور اُن کی کتابیں موجود ہیں کہیں پر بھی آپ کو نظر نہیں آئے گا کہ کسی عالم نے یا کسی بھی کبار طلاب علم میں سے کسی نے یہ کہا ہو کہ ہر قسم کا استعانہ یا استغاثہ غیر اللہ سے شرک اکبر ہے، بلکہ اس میں تفصیل بیان کرتے ہیں۔ جن اُمور میں صرف اللہ تعالیٰ قادر ہے اُن اُمور میں غیر اللہ سے مدد طلب کرنا شرک اکبر ہے اور جن اُمور پر مخلوق قادر ہے اُن میں مدد طلب کرنا شرک نہیں ہے (اور آگے ان شاء اللہ تفصیل آئے گی)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: "هَذَا أعظم انواع الرِدَّة" (یہ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک ہے یہ ردّت کی سب سے بڑی اقسام میں سے ہے) "قَالَ تَعَالَىٰ" (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) ﴿إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ﴾ (یقیناً جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا اللہ تعالیٰ اُس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے) (المائدۃ:72)۔ ((نعوذ باللہ من الخذلان))۔

اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ﴾(یقیناً بے شک اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک ٹھہرانے کی مغفرت نہیں فرماتے)﴿وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (شرک کے علاوہ اللہ تعالیٰ چاہے تو مغفرت کر دے (یا مغفرت کر دیتا ہے))﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى إِثْمًا عَظِيْمًا﴾(اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو اس نے اِثم عظیم کا افتریٰ کیا ہے جھوٹ باندھا ہے)(النساء:48)۔

اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا﴾(اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے تو بہت ہی دور گمراہی میں پڑ گیا)(النساء:116)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں، شرک سب سے خطرناک قسم ہے ردّت کی اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بھی عبادت کرنا کسی بھی عبادت کی قسم سے، یعنی غیر اللہ کی عبادت کرنا چاہے یہ عبادت کوئی بھی ہو: چاہے دعا ہو، قربانی ہو، نذر ہو، استغاثہ ہو، استعانت ہو۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: ''فيما لَا يقْدِرُ عليهِ إلاَّ اللهُ سُبحانَهُ وَتعَالَى''، پھر یہاں پر قید لگائی (استغاثہ میں قید لگائی استعانہ میں بھی قید لگائی)''فيما لَا يقْدِرُ عليهِ إلاَّ اللهُ''۔

مثال کے طور پر کہ شفاء کون دیتا ہے؟ ڈاکٹر شفاء نہیں دیتا ڈاکٹر سبب ہے علاج کا شفاء تو اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ تو ڈاکٹر سے ہم شفاء مانگنے نہیں جاتے ڈاکٹر سے سبب پر عمل کرتے ہوئے ہم ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں کیونکہ ڈاکٹر ایک سبب ہے علاج کا، اور جو شفاء طلب کرتا ہے غیر اللہ سے یہ شرک ہے، شفاء کسی مخلوق کے ہاتھ میں نہیں ہے شفاء پر قدر صرف اللہ تعالیٰ ہے، تو دونوں میں فرق ہے۔ آپ ڈاکٹر کی مدد حاصل کرتے ہیں علاج کے لیے نا کہ شفاء کے لیے، اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہیں شفاء کے لیے، تو دونوں میں فرق ہے۔ غیر اللہ سے مدد طلب کرنا جن اُمور پر صرف اللہ تعالیٰ

قادر ہے شرک ہے، اور اُن اُمور پر جن پر اللہ تعالیٰ بھی قادر ہے اور مخلوق بھی قادر ہے اُن اُمور میں غیر اللہ سے مدد طلب کرنا شرک نہیں ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں ''يَدْعُو الْمَوْتَى'': یعنی اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص مردہ لوگوں کو پکارے، یا قبر والوں سے استغاثہ حاصل کرے، مردوں سے مدد طلب کرے۔

اور یہ شیخ صاحب اب تیسری مرتبہ فرمارہے ہیں: ''هَذَا هُوَ أَخْطَرُ أَنْوَاعِ الرِّدَّةِ وَأَعْظَمُهَا'' سب سے خطرناک جو ردّت ہے (یعنی اسلام قبول کرنے کے بعد دائرۂ اسلام سے خارج کر دینے کا جو باعث ہے) سب سے بڑی جو قسم ہے ردّت کی وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک کرنا ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اور بہت سارے لوگ جو اسلام کے داعی ہیں وہ اس قسم کی ردّت میں پڑے ہوئے ہیں، مزارات قائم کرتے ہیں، قبروں کا طواف کرتے ہیں، اُن کے لیے قربانیاں کرتے ہیں، اُن کے لیے نذریں کرتے ہیں، منّتیں مانگتے ہیں، اُن کی نزدیکی حاصل کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں **"کیونکہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کردیتے ہیں"**، یہ ان کے نزدیک ہوتے ہیں یعنی قبر والوں کے نزدیک ہوتے ہیں اور وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ جو بزرگ ہیں جو قبر والے ہیں یہ لوگ ان کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کردیں گے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ لوگ کیوں براہ راست اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کرتے؟ اگر بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرتے اور براہ راست اللہ تعالیٰ کو پکارتے عبادت اللہ تعالیٰ کے لیے صرف کرتے اور ان بھول بھلیوں سے نکل جاتے چھوڑ دیتے اور اللہ تعالیٰ ہی کا قرب حاصل کرتے تو بے شک اللہ تعالیٰ قریب ہے مجیب ہے (اللہ تعالیٰ قریب ہے اور دعا کی استجابت بھی کرتا ہے)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ کیوں تم لوگ مخلوق کی طرف پلٹتے ہو اور ان کا قرب حاصل کرنے کے کوشش کرتے ہو اور یہ کہتے ہو **"یہ جو مخلوق ہے ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کردیں گے"** کیا اللہ تعالیٰ دور ہے؟! کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے دروازے بند کر دیئے ہیں؟! کیا اللہ تعالیٰ نہیں جانتا نہیں سنتا اپنے بندوں کی؟! کیا اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتا کہ اس کے بندے کیا کر رہے ہیں؟! اللہ سبحانہ وتعالیٰ ''جَلَّ وَعَلَا قَرِيبٌ مُجِيبٌ'' اللہ تعالیٰ قریب ہے مجیب ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے

ہیں﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾(اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! جب میرے بندے میرے متعلق سوال کریں ﴿فَإِنِّي قَرِيبٌ﴾ میں قریب ہوں یقیناً قریب ہوں)(البقرۃ:186)۔

اور یہاں پر علماء فرماتے ہیں، قرآن مجید کا اگر آپ سیاق و سباق دیکھیں اور جہاں پر سوال کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو وہاں پر جواب میں قُل کا لفظ ہے ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى﴾(البقرۃ:222)،﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ﴾(البقرۃ:219)۔

تو " قُل "کا لفظ ہمیشہ جواب میں آیا ہے یہ ایک آیت ہے قرآن مجید میں جہاں پر جواب میں " قُل "نہیں ہے، سوال کیا جارہا ہے لیکن " قُل "نہیں ہے۔

تو بعض مفسرین بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہاں پر دیکھیں اللہ تعالیٰ اتنا نزدیک ہے اپنے بندوں کے کہ بیچ میں " قُل " بھی نہیں ہے، یعنی اتنے دو حرف والا جو لفظ ہے وہ بھی نہیں ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلق سے جو لوگ کہتے ہیں کہ اُن کے وسیلے کے بغیر کچھ ممکن نہیں ہے تو یہاں پر دیکھیں جہاں پر اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کی بات آئی ہے تو بیچ میں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نہیں ہیں:﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾جو بھی مجھے پکارتا ہے(اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) میں اُس کی دعا کو قبول کرتا ہوں اس کی استجابت کرتا ہوں بشرطیکہ (﴿إِذَا﴾ شرطیہ ہے)﴿إِذَا دَعَانِ﴾ اگر وہ مجھے پکارتا ہے کسی اور کو نہیں پکارتا کسی اور کی طرف نہیں جاتا کسی اور کو بیچ میں وسیلہ نہیں بناتا، یا کسی اور کے لیے عبادت صرف نہیں کرتا، شرط یہ ہے کہ ﴿إِذَا دَعَانِ﴾ مجھے پکار کر تو دیکھے۔

اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾(اور تمہارے ربّ نے فرمایا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا دعا کی استجابت کروں گا)(غافر:60)۔

اور یاد رکھیں یہاں پر بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں لیکن ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ اور لیکن ہماری دعائیں تو قبول نہیں ہوتیں تو یہ کیا ہے؟

یہ کوئی تعارض نہیں ہے (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: (کہ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے (جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے) تو تین چیزوں میں سے ایک ضرور مل جاتی ہے (۱) اس کی دعا قبول ہو جائے جو اس نے اپنے ربّ سے مانگا ہے وہ اسے مل جائے اور اس کا مقصد پورا ہو گیا، اور اگر اس کی دعا قبول نہ ہوئی تو پھر دوسری بات یہ ہے (۲) کوئی ایسا شَر نازل ہونے والا تھا جس کا اس بندے کو علم نہیں تھا (کوئی مصیبت نازل ہونے والی تھی جس مصیبت کا علم اس بندے کو نہیں تھا جو اللہ تعالیٰ کو پکار رہا ہے جو دعا اپنے ربّ سے مانگ رہا ہے کسی اور چیز کے لیے لیکن اللہ تعالیٰ اس دعا کی وجہ سے اس مصیبت کو ٹال دیتا ہے اُس شَر کو ختم کر دیتا ہے اس دعا کی برکت سے اور اس دعا کے سبب)، اور اگر یہ بھی نہیں ہوتا مصیبت بھی مل گئی ہے دعا بھی قبول نہیں ہوئی دنیا میں تو پھر تیسری بات یہ ہے (۳) کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ اس دعا کو اس بندے کے نامۂ اعمال میں عمل صالح لکھ دے گا)۔

جس دن ذرّے برابر عمل صالح کے لیے انسان ترس رہا ہو گا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ (الزلزلہ: 7-8)، ﴿مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾، ذرّے برابر عمل صالح ہے کامیابی کا باعث بن سکتا ہے، ذرّے برابر عمل فاسد ہے ناکامی کا باعث بن سکتا ہے۔

تو اس لیے کثرت سے دعا کیا کریں یہ نہ دیکھیں کہ آپ کی دعائیں قبول ہو رہی ہیں کہ نہیں، اللہ کی قسم کوئی دعا ضائع نہیں ہو گی (کوئی دعا ضائع نہیں ہو گی!) آپ بس اپنا معمول بنالیں ہر وقت اپنے ربّ کو پکارتے رہیں اپنا دل اپنے ربّ سے جوڑ دیں نہ دیکھیں لوگوں کی طرف نہ دیکھیں کسی اور کی طرف، ہمارا ربّ ہے ہمیں اس نے پیدا کیا ہے وہی ہمارا خالق ہے مالک ہے وہی ہماری تدبیر کرتا ہے وہی ہمارا مشکل کشا حاجت روا ہے اس کے سوا ہمارا کوئی نہیں ہے ہم صرف اسے ہی پکارتے ہیں اسی نے ہمیں حکم دیا ہے پکارنے کا کسی اور ہم پکار ہی نہیں سکتے سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ کوئی

مومن ہو اور غیر اللہ کو پکارے اور یہ اسے بتایا جائے کہ کیونکہ ہمارا ربّ ہم سے دور ہے اور ہم گناہ گار ہیں خطاکار ہیں اور ہمارا ربّ ہماری سنتا نہیں ہے (نعوذ باللہ من الخذلان)۔

اللہ تعالیٰ سنتا ہے اللہ تعالیٰ سب کی سنتا ہے وہ سب کے قریب ہے ﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ﴾ کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں صرف علماء کے قریب ہوں؟ میں صرف بزرگوں کے قریب ہوں؟ میں صرف انبیاء کے قریب ہوں؟ میں صرف صحابہ کے قریب ہوں؟ ﴿فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ﴾۔

﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ﴾ سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں (نافرمان بھی اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، فرمانبردار بھی اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، ہم سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں) ہم سے خطائیں ہوتی ہیں ہم ضعیف ہیں کمزور ہیں حقیر ہیں فقیر ہیں لیکن جب اپنے ربّ کو پکارتے ہیں تو (الحمدللہ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے انعامات اور احسانات ہمیں ملتے ہیں واللہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ اس لیے یاد رکھیں ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾، ﴿ادْعُوْنِيْٓ﴾ دعا تم نے کرنی ہے استجابت میں نے کرنی ہے، تیسری بات ہے ہی نہیں۔

ہم اپنے ربّ کو پکارتے ہیں واللہ دعا ضائع نہیں ہوتی بشرطیکہ اخلاص نیت کے ساتھ صرف اپنے ربّ کے لیے ہو، اپنے دل کو اپنے ربّ کے ساتھ جوڑ دو۔

آگے شیخ صاحب فرماتے ہیں ''إِنَّهُ قَرِيبٌ مُّجِيبٌ''، بار بار فرمارہے ہیں اللہ تعالیٰ قریب ہے مجیب ہے، قریب ہے مجیب ہے (سبحان اللہ)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں کیوں تم جاتے ہو اور غیر اللہ کو پکارتے ہو یہ کہتے ہو کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر دے گا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (الزمر:3)۔

یعنی مشرکین بھی تو یہی کہا کرتے تھے! ابوجہل، ابولہب، مشرکین مکہ کیا کہا کرتے تھے اُن کا قصور کیا تھا؟ کیا کہا کرتے تھے کیا ربّ کو نہیں جانتے تھے وہ؟ کیا اُن کے نزدیک اُن کا خالق اُن کا مالک تدبیر کرنے والا کوئی بُت تھا لات، ہبل، عزیٰ کون تھا؟ یقیناً وہ جانتے تھے کہ اُن کا خالق اُن کا مالک تدبیر کرنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے۔

اس لیے یاد رکھیں ایک علمی بات ہے کہ مشرکین عرب جو ہیں وہ شرک کرتے تھے عبادت میں ربوبیت میں شرک نہیں کرتے تھے یہ عجب بات ہے! یعنی وہ یہ تصور نہیں کر سکتے تھے کہ اُن کا خالق اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور ہے، اُن کا مشکل کشا حاجت روا اللہ تعالیٰ سوا کوئی اور ہے۔ اس لیے وہ قربانیاں تو کرتے تھے پکارتے بھی تھے سجدے بھی کرتے تھے طواف بھی کرتے تھے بُتوں کا کعبے کے ساتھ لیکن یقیناً وہ یہ جانتے تھے کہ یہ ہمارے خالق نہیں ہیں یہ ہمارے مالک نہیں ہیں یہ ہماری تدبیر کرنے والے نہیں ہیں یہ ہمارے مشکل کشا حاجت روا نہیں ہیں یہ ہمارے نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں، یقیناً جانتے تھے۔

عجب بات ہے آج کے بعض مسلمانوں پر کہ کسی کے لیے علی مشکل کشا ہے کسی کے لیے غوث حاجت روا ہے، یعنی بدترین شرک کی صورت آج امت میں موجود ہے! (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے)۔

آگے شیخ صاحب فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿مَا نَعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِيُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلۡفٰى﴾ مشرکین عرب تو یہی کہا کرتے تھے کہ ہم ان کی عبادت نہیں کرتے الا کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر دیں۔

یعنی ہم عبادت تو کرتے ہیں ان بُتوں کی لیکن راز کیا ہے ہم کیوں عبادت کرتے ہیں ہمارا مقصد کیا ہے؟ وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ عبادت صرف کرنا ان بُتوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنے کے لیے شرعاً جائز ہے اور اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

اسلام سے پہلے جہالت کی تاریکیاں چھائی ہوئی تھیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور یہ پیغام دیا جیسا کہ ہر رسول کو پیغام دیا ﴿اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ﴾ (المؤمنون:32) (ایک اللہ کی عبادت کرو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بھی عبادت مت کرو)۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کھول کھول کر یہ باتیں بتائی ہیں کہ یہ شرک ہے اللہ تعالیٰ سے ڈریں یہ عبادت اللہ تعالیٰ کا حق ہے دعا عبادت ہے پکار عبادت ہے، مدد طلب کرنا عبادت ہے، قربانی عبادت ہے، نذر و نیاز عبادت ہے، یہ ساری کی ساری عبادات ہیں ان کا حق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہے ان بُتوں کو مت پکارو ان بُتوں کے لیے قربانی مت دو، ان بُتوں کا طواف مت کرو ان بُتوں کو سجدہ مت کرو، ان سے مت مانگو کیونکہ یہ ساری

عبادات ہیں ان کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اگر ان بُتوں کے لیے کوئی بھی عبادت صرف کرتا ہے اگرچہ یہ بھی نیت رکھتا ہے یہ بھی اس کا مقصد ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کردیں گے یہ تو یہ شرک اکبر ہے۔

عجب بات یہ ہے کہ ابو جہل ابو لہب نے اس بات کو نہیں سمجھا!

جواب میں کیا کہا اِن لوگوں نے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ﴾ (ص:5) (کیا محمد ہمیں یہ کہتا ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہ یہ سارے معبودات کو چھوڑ دو اور ایک اللہ کی عبادت کریں؟ یہ بات بڑی عجیب ہے! (یہ بات ہم نہیں سمجھ سکتے یہ بھی تو اللہ تعالیٰ کے بزرگ ہیں))۔

یہ بات یاد رکھیں (جیسے آگے بھی بیان ہو گا ان شاء اللہ) کہ یہ جو بُت تھے مشرکین عرب کے زمانے میں یا جب سے شرک کی ابتداء ہوئی سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے میں یہ کیا تھے ان کی حقیقت کیا تھی؟ کیا شروع سے یہ بُت آسمان سے نازل ہوئے یا یہ زمین سے نکلے ہیں آئے کہاں سے ہیں یہ؟ **لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے تراشے ہیں۔** تو حقیقت کیا تھی ان بُتوں کی آپ کیا سمجھتے ہیں لوگ پاگل ہیں کہ اپنے ہاتھوں سے بت تراش کر پھر اس کو سجدہ کریں یا طواف کریں؟!

حقیقت یہ ہے اور اس حقیقت اور اس راز کو ہمیں بتایا ہے "حبر هذه الأمة" اس امت کے بڑے عالم سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسا کہ صحیح بخاری میں آیا ہے اور صحیح بخاری میں دونوں ہیں، کتاب التفسیر میں سورۃ نوح آیت نمبر 23 کی تفسیر کو دیکھیں اور سورۃ النجم آیت نمبر 19 کی تفسیر کو دیکھیں۔ سورۃ نوح میں آیت نمبر 23 میں ان پانچ بُتوں کا نام ہے "**وَدّ، سُوَاع، يَغُوث، يَعُوق، نسر**" جن کی وجہ سے شرک کی ابتداء ہوئی!

پوری دنیا میں کائنات میں شرک نہیں تھا دوسری نافرمانیاں تھیں (قتل بھی تھا، زناکاریاں بھی تھیں بدکاریاں بھی تھیں، نافرمانیاں بھی تھیں ظلم بھی تھا) لیکن شرک نہیں تھا شرک کی ابتداء سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی قوم سے ہوئی اور یہ پانچ بُت جو ہیں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں صحیح بخاری میں کتاب التفسیر سورۃ نوح آیت نمبر 23 کی تفسیر میں: "**یہ پانچ لوگ جو ہیں نیک اور صالح بزرگ تھے (یہ پانچ بُت جو ہیں ان کی حقیقت نیک اور صالح بزرگ تھے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے تھے اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار تھے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے متقی پرہیزگار**

تھے) یہ ان کی حقیقت تھی جب یہ لوگ مر گئے شیطان نے وسوسہ کیا کہ ان کی قبروں پر پتھر نصب کر دو تاکہ یہ تمہارے دلوں میں رہیں اور تم ان کو یاد کرتے رہو، قبروں میں پتھر نصب کرو، اور پھر ان پتھروں کو عبادت گاہوں میں لے جایا گیا اور پھر جب علم جاتا رہا اُن کی عبادت کی گئی"۔

دیکھیں علم کا نور دیکھیں کہ جب تک علم کا نور موجود تھا تو شرک کا وجود نہیں تھا اور جب علم میں کمی ہوئی اور علم جاتا رہا یہ نور بجھ گیا تو پھر شرک وجود میں آیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے سب سے پہلے رسول سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کو مبعوث فرمایا اور دعوت التوحید کی ابتداء ہوئی۔

سب سے پہلے رسول سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام نہیں ہیں سب سے پہلے رسول ہیں سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں آیا ہے شفاعت کی حدیث میں "أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ" (سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام آپ اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے رسول ہیں)۔

الغرض تو یہی بات اور پھر سورۃ النجم آیت نمبر 19 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝۱۹ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى﴾ (کیا تم نے غور و فکر نہیں کیا لات اور عزیٰ پر؟)۔

اللہ تعالیٰ کیوں ہمیں فرماتا ہے کہ غور و فکر کرو؟ یہ کتنے ختم کیے ہم نے قرآن مجید کے بعض لوگ گن بھی نہیں سکتے! ماشاءاللہ بعض لوگ مہینے میں دو تین ختم کر لیتے ہیں، بعض لوگ ماہانہ ختم کرتے ہیں، بعض لوگ سال میں دو ختم کرتے ہیں بس ختم تو ہم نے کرنے ہیں! کبھی ہم نے اس آیت پر غور کیا ہے ایک مرتبہ غور کیا ہے ﴿اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى﴾ کیا تم لوگوں نے غور کیا ہے لات اور عزیٰ پر کیوں اللہ تعالیٰ ہمیں حکم دے رہا ہے؟! کیوں اللہ تعالیٰ ہمیں یہ فرما رہا ہے کہ ذرا غور کرو اس پر؟ کس چیز پر غور کریں بُت تو ہیں یہ؟ نہیں! غور کر کے دیکھو ان کی حقیقت کیا تھی۔

لات کیا تھا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں صحیح بخاری میں کتاب التفسیر سورۃ النجم آیت نمبر 19 اس آیت کی تفسیر میں **"لات ایک بزرگ تھا جو حاجیوں کو ستّو پلایا کرتا تھا حاجیوں کی خدمت کیا کرتا تھا نیک صالح بزرگ تھا مر گیا اب مرنے کے بعد اس کے نام کا ایک بُت بنا لیا اور اس کی عبادت ہوئی"۔**

توحقیقتاً جو غلطی مشرکین عرب سے ہوئی آج امت میں کیا یہ غلطی موجود ہے کہ نہیں ؟ کل وہ کہتے تھے ﴿مَا نَعۡبُدُهُمۡ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى ٱللَّهِ زُلۡفَىٰٓ﴾ ہم ان کی عبادت نہیں کرتے اِلا یہ کہ ہمیں یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کردیں: یعنی اِن کی کوئی حیثیت نہیں ہے، یہ لات یہ عزیٰ، یہ ہبل یہ منات یہ جتنے بھی بُت ہیں اِن کی اپنی کوئی حیثیت نہیں ہے یہ صرف ایک وسیلہ ہیں ایک ذریعہ ہیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کردے، یہ پہنچانے والے ہیں (ہماری عرضی پہنچانے والے ہیں) ہمیں اپنے ربّ کے نزدیک کرنے والے ہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہیں۔

عجب بات ہے آج کا مسلمان کیا کہتا ہے (اِلا من رحم اللہ سبحانہ وتعالیٰ) یہ بزرگ یہ قبر والا یہ مزار والا یہ کیا کرتا ہے ؟!

کہتے ہیں: **"یہ اللہ تعالیٰ کا نیک ہے اور صالح ہے اور بزرگ ہے، اللہ تعالیٰ کے قریب ہے اللہ تعالیٰ کا پیارا ہے اللہ تعالیٰ کا ولی ہے یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کردے گا یہ ہماری عرضی پہنچائے گا"**۔

اللہ کے لیے ذرا مجھے سمجھائیں کیا فرق ہے دونوں میں ؟!

الغرض، شیخ صاحب فرماتے ہیں ﴿مَا نَعۡبُدُهُمۡ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى ٱللَّهِ زُلۡفَىٰٓ﴾ (الزمر: 3)، پھر فرماتے ہیں یوں لگتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نہیں جانتا اور اللہ تعالیٰ کو علم بھی نہیں ہے (نعوذ باللہ) اس طریقے سے شیطان نے "شياطين الجن والإنس": یاد رکھیں واللہ شیاطین الانس شیاطین الجن سے زیادہ خطرناک ہیں اور جو بھی (میری بات اچھی سمجھ لیں واللہ) آپ کو یہ سبق دیتا ہے کہ یہ اولیاء ہیں تمہیں تمہارے ربّ کے نزدیک کردیں گے ان کو پکارو اور مزارات پر جاؤ یا قبر والوں کی طرف تو واللہ یہ شیاطین الانس ہیں اور شیاطین الجن سے زیادہ خطرناک ہیں جو لوگوں کو شرک کا سبق دیتے ہیں، اُن کی پگڑی کی طرف مت دیکھیں اُن کی داڑھی کی طرف مت دیکھیں اُن کے ظاہر کی طرف مت دیکھیں کہ کتنے نیک اور صالح لوگ ہیں واللہ یہ شیاطین الانس ہیں جو زمین پر چلتے پھرتے ہیں جو شیاطین الجن سے زیادہ خطرناک ہیں! شیخ صاحب فرماتے ہیں: (یہ جو ہیں شیاطین الجن والانس ان لوگوں نے خوبصورت بنا کر دکھایا ہے لوگوں کو شرک کو اور اسلام کے دعویدار بھی ہیں کلمۂ شہادت بھی پڑھتے ہیں روزے بھی رکھتے ہیں، نماز بھی پڑھتے ہیں لیکن اپنے اعمال کو شرک اکبر سے آلود کردیتے ہیں اور دین اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں، نماز بھی پڑھتے ہیں روزے بھی رکھتے ہیں، حج بھی کرتے ہیں، جو اُن کو دیکھتا ہے وہ اُن کو مسلمان سمجھ لیتا ہے)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں، یہ اس چیز کو اچھی طرح جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا یا کسی کو شریک ٹھہرانا سب سے خطرناک گناہ ہے اور سب سے بڑا گناہ ہے اور اس کے خطرے اور شَر کے ساتھ ساتھ بہت سارے ایسے لوگ اس میں ملوث ہو چکے ہیں اس گڑھے میں گر چکے ہیں اس خطرے اور شَر میں موجود ہیں جو اسلام کے دعویدار ہیں۔

پھر شیخ صاحب بڑی پیاری بات فرماتے ہیں، فرماتے ہیں وہ اس کو شرک نہیں کہتے (شرک کے نام سے نہیں بیان کرتے جو وہ کرتے ہیں) اِسے یا تو وسیلہ کہتے ہیں یا شفاعت کہتے ہیں یا کوئی اور نام بنا لیتے ہیں شرک کے علاوہ۔

یادرکھیں یہ قاعدہ پھر شیخ صاحب بیان کرتے ہیں" الأَسْمَاءُ لَا تُغَيِّرُ الحَقَائِقَ "کہ نام سے حقیقتیں بدلا نہیں کرتیں (نام بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی) شرک تو شرک ہی ہے اور سب سے زیادہ خطرناک قسم ہے ردّت کی اور کفر کی اور سب سے زیادہ اس کا وقوع ہے (یعنی جتنی بھی قسمیں ہیں ردّت کی سب سے زیادہ پائی جانے والی جو ردّت کی قسم ہے) وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی مخلوق کو شریک کرنا عبادت میں یہ شرک فی العبادۃ ہے۔

یعنی سب سے خطرناک بھی یہی ہے سب سے بڑا گناہ بھی یہی ہے سب سے بڑی ردّت بھی یہی ہے اور سب سے زیادہ لوگ اس میں ملوث ہیں عجب بات دیکھیں آپ!

شیخ صاحب فرماتے ہیں" مَعَ أَنَّهُ ظَاهِرٌ فِي كِتَابِ اللهِ "اگرچہ یہ ظاہر ہے واضح ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اور" وَفِي سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم ظَاهِرٌ ": یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب میں (قرآن مجید میں)، اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں صحیح احادیث میں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان میں یہ باتیں بالکل واضح ہیں اور شرک سے آگاہی بالکل واضح ہے شرک سے منع کرنا بالکل واضح ہے شرک کا خطرہ بالکل واضح ہے ظاہر ہے، اور اس سے آگاہی بھی اور جو بھی سزا اس پر مرتب کی گئی ہے وہ بھی واضح ہے اور ظاہر ہے قرآن مجید کی کوئی ایسی سورۃ نہیں ہے کہ جس میں شرک سے آگاہی کا سبق نہ ہو اور اس کے باوجود بھی جو قرآن مجید بھی پڑھتے ہیں اور شرک کا اجتناب بھی نہیں کرتے ہوں (یعنی بڑی عجیب بات ہے!)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں" وَرُبَّمَا يَأْتِي وَاحِدٌ وَيَقُولُ "اور یہ بھی ہو سکتا ہے ممکن ہے کہ کوئی شخص آکر یہ کہے کہ یہ لوگ تو جاہل ہیں یہ ان کا عذر ہے ان کی جہالت کا معذور ہیں یہ لوگ: ہم اُن سے کہتے ہیں یہ جہالت کب تک رہے گی؟!

قرآن اُن پر پڑھا جاتا ہے قرآن مجید کے یہ لوگ حافظ ہیں پڑھتے بھی ہیں، اُن پر حجت قائم ہو چکی ہے قرآن مجید کے پہنچنے سے ،اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں﴿وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ﴾(اور اُن پر وحی نازل کی گئی ہے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی، اُن پر وحی نازل کی گئی ہے یہ قرآن مجید تاکہ میں تمہیں آگاہ کروں اور جس تک یہ پیغام پہنچ جائے)(الانعام:19)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں، جس کو قرآن مجید پہنچ چکا ہے اُس پر حجت قائم ہو چکی ہے اور اُس کا کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ اب ایک اور مسئلہ ہے یہاں پر "مسألة العذر بالجهل" تکفیر کے لیے کیونکہ بات ردّت کی ہو رہی ہے اور تکفیر کی ہو رہی ہے دائرۂ اسلام سے خارج کر دینے والے عمل کی بات ہے جو سب سے زیادہ خطرناک عمل ہے اور شرک ہے جو امت میں پھیلا ہوا ہے (اِلا من رحم اللہ سبحانہ وتعالیٰ) "مسألة العذر بالجهل" کیا جاہل جو ہے ہم اسے فوراً کافر کہیں گے؟ آج کل ہمارے معاشرے میں جو لوگ شرک کا ارتکاب کر رہے ہیں کیا وہ کافر ہیں یا ہم کہیں گے کہ جب تک حجت قائم نہیں ہو گی ہم اس پر کفر کا فتویٰ نہیں لگا سکتے کیونکہ یہ لوگ جاہل ہیں اور جاہل کے لیے جو ہے عذر ہے کہ اس پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جا سکتا؟

اس میں علماء کا اختلاف ہے بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ حجت اس پر قرآن مجید سے ہی قائم ہو چکی ہے اب حجت قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور جو بھی شرک کا ارتکاب کرتا ہے آج کے زمانے میں (یعنی جو شہروں میں رہتا ہے آج کے زمانے میں)، ہاں اگر کوئی شخص دور دراز کسی جنگل میں رہتا ہے یا کوئی شخص نو مسلم ہے اسے پتہ ہی نہیں ہے کہ شرک کیا توحید کیا ہے اس کا عذر تو ہے لیکن جو لوگ شہروں میں رہتے ہیں جیسا کہ آج امت کا حال ہے ایسے لوگوں کے لیے کوئی بھی عذر نہیں ہے یہ لوگ جاہل نہیں ہیں کیونکہ ان لوگوں نے حق کو دیکھ کر اسے ٹھکرایا ہے اور حق کے متلاشی بھی نہیں ہیں۔

تو پہلا قول یہ ہے علماء کا: **"کہ حجت قائم کرنا لازمی نہیں ہے اُن پر حجت قائم ہو چکی ہے قرآن مجید پہنچنے سے، قرآن مجید پڑھ لیا سُن لیا کافی ہے اب اُن پر حجت قائم ہو گئی ہے"** اور یہ قول شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا اور شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کا ہے جیسا کہ اس رسالے میں انہوں نے بیان کیا ہے (اور دوسری جگہ پر انہوں نے اس بات کی وضاحت کی ہے)۔

اور دوسرا قول یہ ہے: **"کہ حجت قائم کرنا لازمی ہے اور حجت قائم کرنے کے بغیر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جا سکتا اور جو جہالت ہے وہ عذر ہے"** اور یہ قول جو ہے شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور شیخ ربیع المدخلی کا ہے، شیخ عبید الجابری کا ہے اور دیگر علماء کا ہے، اور اس میں شیخ البانی کا بھی یہی قول ہے (رحمة الله عليهم من توفي منهم،وحفظهم الله منهم و عافا منهم منهم الأحياء حفظهم الله سبحانه و تعالي)۔ تو یہ اختلاف موجود ہے اور اس کی ایک لمبی بحث ہے ان شاءاللہ میں کوشش کروں گا کہ اس پر میں کبھی تفصیل سے بات کروں گا لیکن طالب علم کو یہ جاننا چاہیے کہ اس میں علماء کا اختلاف ہے اور جو قول راجح میں سمجھتا ہوں اس مسئلے میں وہ یہ ہے کہ حجت قائم کرنا لازمی ہے قرآن مجید کا پہنچنا کافی نہیں ہے جیسا کہ شیخ عبید حفظہ اللہ سے میں نے خود پوچھا میں نے کہا کہ شیخ صاحب آپ کیا کہتے ہیں اس مسئلے میں؟ شیخ صاحب نے فرمایا: **"کہ حجت قائم کرنا لازمی ہے"**۔ میں نے کہا کہ شیخ صاحب میں اُن کی بات نہیں کر رہا ہے جو دور دراز جنگلوں میں رہتے ہیں میں اُن کی بات کر رہا ہوں جو شہروں میں رہتے ہیں۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں: **"بیٹا اگر مدینہ کے شہر میں بھی رہتے ہوں اس علم والی جگہ پر تب بھی اُن پر حجت قائم لازمی ہے کیونکہ تکفیر کا مسئلہ جو ہے بڑا سنگین مسئلہ ہے اور پھر دوسری وجہ یہ ہے کہ بہت سارے ایسے علماء سوء ہیں جو لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں غلط بیانیاں کر رہے ہیں اور لوگوں میں جہالت بھی عام ہے تو اس لیے حجت قائم کرنا لازمی ہے"**۔

الغرض، تو میں سمجھتا ہوں آج کے اس زمانے میں جب بہت سارے ایسے لوگ ہیں جو حق کو سمجھنا چاہتے ہیں، آپ کے ارد گرد بھی ایسے لوگ ہوں گے جو حق کو سمجھنا چاہتے ہیں لیکن بہت ساری رکاوٹیں ہیں، لوگ اُن کو دھوکا دے رہے ہیں بڑی پگڑی والے جھوٹ بولتے ہیں اور لوگ بے چارے اپنی آنکھیں کھولتے ہیں اُن لوگوں کے ساتھ۔

یعنی مجھے خود پتہ ہے کہ کس طریقے سے میں اس بریلویت سے نکلا ہوں میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ چھ سال میرے اپنے والد کے ساتھ سرد جنگ رہی ہے (سرد جنگ!)، میں سمجھاتا رہا صبر کرتا رہا لیکن بچپن سے جب کوئی شخص یعنی زندگی کے چالیس پچاس سال گزار دیتا ہے شرک پر اور اولیاء پر غلو کرنے پر پھر اچانک کوئی شخص آتا ہے (اُس کا بیٹا ہی سہی) اور اسے کہتا ہے کہ نہیں یہ غلط بات ہے یہ شرک ہے تو پھر جتنے بھی آپ دلائل دیتے ہیں اور جب علماء سوء اُن کے کان بھرتے رہتے ہیں۔

تو میں سمجھتا ہوں کہ معاملہ اتنا آسان نہیں ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ قول جو ہے حجت قائم کرنے کا یہ قول راجح ہے اور ان شاءاللہ اس پر کبھی ایک مجھے مکمل درس دینا پڑے گا دونوں علماء کے اقوال پیش کریں گے کیونکہ اس میں کافی فتنہ ہے اور بعض لوگوں نے شیخ ربیع (حفظہ اللہ) پر بھی کلام کیا ہے اس وجہ سے اور انہوں نے ارجاء کی تہمت لگائی ہے کہ وہ تکفیر کے قائل نہیں ہیں، یا اسی طریقے سے شیخ بن باز (رحمہ اللہ) کی مخالفت کرتے ہیں، شیخ صالح الفوزان (حفظہ اللہ) کی مخالفت کرتے ہیں اگرچہ اُن کا یہ قول اکیلا نہیں ہے، میں عرض کر چکا ہوں شیخ ابن عثیمین فرماتے ہیں (رحمۃاللہ علیہ)، بلکہ یہ قول جو ہے شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمۃاللہ علیہ کا بھی ہے کہ حجت قائم کرنا لازمی ہے اور ان شاءاللہ میں کبھی اس پر تفصیل سے بات کروں گا کیونکہ وقت بہت کم ہے میں اس پورے پہلا جو ناقض اسلام ہے اس کو مکمل کرنا چاہتا ہوں۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمۃاللہ علیہ) جب ناقض اسلام کا پہلا ناقض بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک کرنا پھر دلیل بیان کرتے ہیں "قَالَ اللہُ تعالیٰ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (النساء:48)" سورۃالنساء کی آیت جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یہ آیت بیان کرتے ہیں۔

اور دوسری آیت سورۃالمائدۃ کی بیان کرتے ہیں "وَقَالَ اللہُ تعالیٰ: ﴿إِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾ (المائدۃ:72)"۔

تو شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں سورۃالنساء کی آیت کے تعلق سے ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ﴾ یہ دلالت کرتی ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اللہ تعالیٰ اُس شخص کی مغفرت نہیں کرتا جب تک کہ وہ اس سے توبہ نہیں کر لیتا، اور ﴿وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ﴾ اور اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ مغفرت کر دیتا ہے جب وہ چاہتا ہے شرک کے علاوہ جیسا کہ زنا ہے، شراب خوری ہے یا چوری ہے یا سود خوری ہے، یہ سارے کے سارے جو گناہ ہیں یہ شرک

سے کم درجے کے ہیں شرک کے علاوہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مشیئت کے ماتحت ہیں (اللہ تعالیٰ کی چاہت کے ماتحت ہیں) اور ان کو اصحاب الکبائر کہا جاتا ہے یہ سارے فساق ہیں لیکن شرک کا ارتکاب انہوں نے نہیں کیا انہوں نے کبائر کا ارتکاب کیا ہے اور ایمان میں نقص اور کمی کا باعث بنے ہیں (یعنی یہ جو کبیرہ گناہ ہیں یہ ایمان کو کم کر دیتے ہیں ایمان میں نقص کا باعث بن جاتے ہیں) اور ان پر جو حکم لگایا جاتا ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں فسق کا حکم لگایا جاتا ہے اگر یہ لوگ مر جاتے ہیں اور توبہ نہیں کرتے وہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت کے ماتحت ہیں کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کی مغفرت کر دے ان کو معاف کر دے ان کی توحید کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کو عذاب دے ان کے گناہوں کی وجہ سے پھر ان کا جو مآل ہے (جو ان کا اینڈ (end) ہے) جہنم کے عذاب کے بعد گناہوں کی پاکیزگی کے بعد جب وہ موحد ہوں تو بعد میں وہ جنت میں داخل ہوں گے (کیونکہ موحد تھے اور مومن تھے اور ان کی توحید کی وجہ سے وہ جب گناہوں سے پاک ہو جائیں گے تو بعد میں وہ جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے) اور یہ اصحاب الکبائر شرک کے علاوہ کی بات ہو رہی ہے کہ جو اصحاب الکبائر ہیں اُن کا یہ انجام ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ﴿وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ﴾ یہ دلالت کرتا ہے کہ سارے کے سارے گناہ شرک کے علاوہ اور شرک سب سے عظیم اور سب سے خطرناک گناہ ہے (یہ دلالت کرتا ہے کہ شرک بہت خطرناک ہے اور سب بڑا گناہ ہے)، اور آخرت میں یہ اس کا انجام ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دیتے ہیں۔

یعنی سورۃ المائدۃ کی آیت کے تعلق سے شیخ صاحب فرمارہے ہیں ﴿اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ﴾ یعنی یہ آخرت میں اس کی سزا ہے جنت اس پر حرام کر دی گئی ہے یعنی کبھی بھی جنت میں داخل نہیں ہو سکتا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ تو پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں کہاں جائے گا جب جنت میں وہ جا نہیں سکتا کیا وہ عدم تو نہیں ہو جائے گا نا؟! تو سوائے جہنم کے اس کا کوئی اور ٹھکانہ نہیں ہے (نعوذ باللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ﴾ شیخ صاحب فرماتے ہیں، یعنی مشرکوں کے تعلق سے اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ کیونکہ شرک ظلم ہے سب سے بڑا ظلم ہے اور ان کا کوئی دوست مددگار باقی نہیں رہے گا کوئی بھی

ان کو جہنم سے خارج نہیں کر سکے گا کوئی ان کی شفاعت نہیں کر سکے گا جیسا کہ کبیرہ گناہ والوں کی شفاعت کی جائے گی اور ان کو جہنم کی آگ سے خارج کر دیا جائے گا شفاعت کی وجہ سے لیکن ان لوگوں کے لیے کسی شفاعت کرنے والے کی شفاعت نصیب نہیں ہو گی اور نہ ہی کوئی کام آئے گی کیونکہ یہ شرک کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ﴾ یعنی "الْمُشْرِكِينَ، ﴿مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ﴾(غافر:18)" مشرک کی کوئی بھی شفاعت قبول نہیں ہو گی" والعیاذ باللہ"۔

اور ﴿وَمَاْوٰىهُ النَّارُ﴾ یعنی اس کا ٹھکانہ جہنم ہے یہ اُس کا مقرر مأوی جہنم ہے اور بہت بُرا ٹھکانہ ہے اس کے علاوہ کوئی اور ٹھکانہ نہیں ہو گا اس کا ہمیشہ کے لیے اس میں رہے گا کہ سب سے بڑے گناہ کا ارتکاب اس نے کیا ہے اور یہی اس کا انجام ہے۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ کیا اب یہ جائز ہے کسی کے لیے کہ ان مسائل کو چھوڑ دے اور اس سے لوگوں کو آگاہ نہ کرے اور یہ کہا جائے **"کہ چھوڑ دو لوگوں کو، ان قبر پرستوں کو بھی چھوڑ دو ان لوگوں کو چھوڑ دو اور جو بھی کسی ردّت کا ارتکاب کر رہا ہے ان کو چھوڑ دو بس یہ اسلام کا دعویدار ہے تو مسلمان ہی ہے تم لوگ صرف ملاحدۃ کے خلاف باتیں کرو اُن سے لوگوں کو آگاہ کرو جو لوگ دہریہ ہیں جو لوگ بے دین ہیں جو ملحد لوگ ہیں جو ربّ کے وجود کو نہیں مانتے وہ آج ہمارا ٹارگٹ ہیں اُن کے خلاف باتیں کرتے رہو یہ تو بے چارے کلمہ پڑھنے والے مسلمان ہیں ان کے خلاف کیوں باتیں کرتے ہو؟!"**۔

شیخ صاحب (حفظہ اللہ) فرماتے ہیں "هَؤُلَاءِ أَشَدُّ مِنَ الْمَلَاحِدَةِ وَأَخْطَرُ مِنَ الْمَلَاحِدَةِ" (یہ لوگ ان ملاحدۃ سے ان بے دین لوگوں سے جو ربّ کے وجود کے منکر کافر ہیں اُن سے بھی زیادہ خطرناک ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں)۔

پھر شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وَمِنْهُ" یعنی اس شرک سے جب دلائل پیش کر دیئے ہیں پہلے ناقض کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں: "وَمِنْهُ: الذَّبحُ لغَيرِ اللهِ، كَمَن يَذبَحُ للجِنِّ أو للقَبرِ"۔

ایک مثال پیش کی ہے شیخ صاحب نے ''الذَّبحُ لغَيرِ اللهِ'' اللہ تعالی کے سوا یا غیر اللہ کے لیے قربانی کرنا جیسا کہ کوئی شخص جِن کے لیے قربانی کرتا ہے بکرا ذبح یا کوئی جانور ذبح کرتا ہے، یا قبر والے کے لیے کوئی قربانی کرتا ہے۔

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں، شیخ صاحب (رحمہ اللہ) نے اس مثال کو بیان کیا کیونکہ یہی واقع ہے اور بہت سارے لوگ اس سے متساہل ہیں اس مسئلے میں یعنی غیر اللہ کے لیے قربانی کرنے میں بہت سارے لوگ متساہل ہیں اور اس مسئلے کو بڑا آسان سمجھتے ہیں اور غیر اللہ کے لیے قربانیاں کرتے ہیں، جِنوں کے لیے قربانیاں کرتے ہیں تاکہ اُن کے شَر سے محفوظ ہو جائیں، ذبح کرتے ہیں قربانیاں کرتے ہیں علاج کے لیے یا شفاء کے لیے اور بہت سارے لوگ اس میں متساہل ہیں اور یہ بہت ہی زیادہ ہماری امت میں پایا جاتا ہے اگرچہ یہ شرک اکبر ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج کر دینے والا عمل ہے۔

یاد رکھیں (شیخ صاحب فرماتے ہیں) یہ کوئی آسان بات نہیں ہے شیطان اسے کہتا ہے (یعنی شیطان وسوسہ کرتا ہے) ایسے شخص کو کہ تم کوئی مینڈھا ذبح کرو کوئی مرغی ذبح کرو یہ بڑا آسان ہے کوئی مسئلہ نہیں ہے اس میں (یہ شیطان کے وسوسے ہیں)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں، اس مسئلے میں شرک کی طرف نہیں دیکھا جاتا (یعنی شیطان کسی کے ذہن میں یہ بات آنے نہیں دیتا کہ یہ شرک ہے) جو ایک مکھی بھی ذبح کرتا ہے وہ بھی جہنم میں داخل ہو جاتا ہے، تو یہ نہیں دیکھا جاتا کہ قربانی کس چیز کی کی جارہی ہے بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ عقیدہ کیا ہے، دل کی نیت کی طرف دیکھا جاتا ہے اور شرک کی طرف دیکھا جاتا ہے، جو لوگ یہ سمجھتے ہیں: **"کہ کوئی عام بات ہے اور ایسی کوئی بڑی بات نہیں ہے ایک بکرا ہی تو ذبح کیا ہے ایک قربانی ہی تو کی ہے اس میں کون سی بڑی بات ہے کیوں لوگوں کو پریشان کرتے ہو کیوں کہتے ہو یہ شرک ہے بار بار؟! تو یہ بڑا عام سا مسئلہ ہے اس میں شرک سے کوئی لینا دینا نہیں ہے"**۔ ((یعنی شیطان یہ وسوسہ کرتا ہے لوگوں کے دلوں میں))۔

اور شیخ صاحب فرماتے ہیں، جس کو ذبح کیا جارہا ہے اس کی قیمت کی طرف نہیں دیکھا جاتا کہ وہ کتنا قیمتی ہے یا نہیں جو ایک مکھی بھی ذبح کرتا ہے غیر اللہ کے لیے وہ بھی جہنم رسید ہوتا ہے اور لوگ اس میں بہت سارے متساہل ہیں اور اسے

بڑامسئلہ نہیں سمجھتے وہ صرف اپنی حاجت کو دور کرنا چاہتا ہے وہ صرف اپنی حاجت پانا چاہتا ہے اور اپنی مصیبت کو دور کرنا چاہتا ہے یا جو اس کی چیز کھو چکی ہے وہ اسے پانا چاہتا ہے، جو مال اس کا کھو چکا ہے وہ اسے پانا چاہتا ہے یا اِن کے علاوہ جو بھی اُمور ہیں، تو وہ جِنوں کو راضی کرنے کے لیے (یعنی کسی جادو گر کے پاس جاتا ہے جادو گر اسے کہتا ہے کہ تم فلاں رنگ کا کوئی کالا کالا بکرا یا کالا مرغا لے کر آؤ تو وہ ذبح کر دیتا ہے) یاد رکھیں یہ جو کام ہوتے ہیں کسی گمشدہ چیز کی تلاش کے لیے کسی کے پاس جانا یا کوئی شخص اگر اسے یہ خبر دیتا ہے اور وہ اس کی تصدیق کر دیتا ہے تو یاد رکھیں یہ شخص کافر ہے۔

اللہ تعالٰی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: (جو شخص کسی جادو گر یا کاہن کے پاس جاتا ہے اس کی تصدیق کرتا ہے ''فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ'')۔اور جو تصدیق نہیں کرتا اس کی چالیس دن کی نماز نہیں۔

اتنا خطرناک مسئلہ ہے اور اکثر لوگ (نعوذ باللہ) اس مسئلے میں پڑے ہوئے ہیں دنیا بھی گئی آخرت بھی گئی!

مرغی کھو گئی ہے اب اگر دو سو یا تین سو روپے کی مرغی ہے وہ اسے پھر پانے کے لیے جادو گر کے پاس جا کر تین سو یا پانچ سو اسے فیس دیتا ہے اور مرغی کو واپس لانے کے لیے مرغی بھی گئی اور شرک اور کفر کا ارتکاب بھی کیا، تو نہ دنیا رہی نہ اور نہ ہی آخرت رہی! (نعوذ باللہ)۔

تو اس مسئلے کو سمجھنا چاہیے کوئی چیز کھو گئی ہے تو اللہ تعالٰی کی مرضی تھی آپ کے لیے آزمائش تھی، آپ شرعی رستہ اختیار کریں چوری ہوئی تو آپ پولیس اسٹیشن جائیں اس کی رپورٹ درج کریں، اس کا جو شرعی طریقہ ہے تلاش کا اس کو تلاش کریں لیکن جادو گر کے پاس جانا یا عرّاف کے پاس جانا یا کاہن کے پاس جانا اس کی خبر لینے کے لیے یہ شرعاً جائز نہیں ہے، اگر تصدیق کوئی شخص کر دیتا ہے اس کاہن کی بات کی تو یہ کفر ہے، اگر تصدیق نہیں کرتا ہے تو چالیس دن کی اس کی نماز نہیں! پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں، تو نعوذ باللہ ایسا شخص دین سے خارج ہو جاتا ہے اور وہ یہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ میں نے کوئی بڑا کام نہیں کیا اور حقیقتاً یہ دیکھا جائے کہ بہت خطرناک معاملہ تھا جس کی اس کو خبر بھی نہیں تھی۔ایک چیز رہ گئی ہے جو زیادہ تر ہمارے معاشرے میں ہوتا ہے: "کہ بعض لوگ مصیبت سے محفوظ ہونے کے لیے بکرا ذبح کرتے ہیں اور کہتے ہیں صدقہ دو"۔

یاد رکھیں صدقہ دینا کسی مصیبت کو ٹالنے کے لیے یہ شرعاً جائز نہیں ہے (صدقے سے مراد بکرا ذبح کرنا)، عام طور پر ہمارے معاشرے میں انڈیا پاکستان میں اور بنگلہ دیش میں برصغیر میں یہاں پر جب صدقے کی بات کی جاتی ہے یا سَر کے صدقے کی خاص طور پر بات کی جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے **"کہ کوئی بکرا ذبح کرو مصیبت سے بچ جاؤ گے "**۔ ایکسیڈنٹ ہوا ہے بچ گیا ہے کوئی شخص کہتے ہیں **"سَر کا صدقہ دو"**۔ یا کوئی شخص بیمار تھا اور بہت خطرناک بیماری تھی بچ گیا ہے تو کہتے ہیں **"سَر کا صدقہ دو"**۔ بچہ ہے گر گیا ہے چوٹ لگی ہے کہتے ہیں **"سَر کا صدقہ دو یا صدقہ دے دو "**۔

یاد رکھیں یہ جائز نہیں ہے اس کی تفصیل یہ ہے فضیلۃ الشیخ صالح آل شیخ حفظہ اللہ فرماتے ہیں: "کہ یہ مسئلہ جاہلیت کے مسائل میں سے ہے دور جاہلیت میں بعض لوگ جنوں کے لیے بکرا ذبح کیا کرتے تھے تاکہ اُن کے شَر سے محفوظ ہو جائیں، اور کوئی بھی شخص اگر شَر سے محفوظ ہونے کے لیے کوئی بکرا یا کوئی مرغی ذبح کرتا ہے یا مصیبت سے بچنے کے لیے کوئی بکرا ذبح کرتا ہے تو یہ شرعاً جائز نہیں ہے کیونکہ اُن سے مشابہت ہوتی ہے، اور اگر جنوں کے لیے کرتا ہے تو یہ شرک اکبر ہے"۔

یاد رکھیں جس نے کوئی بکرا ذبح کیا جنوں کے لیے تاکہ وہ شَر سے محفوظ ہو جائے تو یہ شرک اکبر ہے، اور جس کی نیت ٹھیک تھی اس نے بکرا تو اللہ کے لیے ذبح کیا ہے لیکن مصیبت سے ٹلنے کے لیے مصیبت سے بچنے کے لیے جسے سَر کا صدقہ کہا جاتا ہے ذبح تو اللہ تعالیٰ کے لیے کیا ہے لیکن مشابہت ہوتی ہے کافروں کے ساتھ اس لیے یہ شرعاً جائز نہیں ہے یہ حرام ہے۔

تو دونوں میں فرق سمجھیں، اگر کسی نے بکرا ذبح کیا ہے یا مرغی ذبح کی ہے یا کوئی بھی جانور ذبح کیا ہے اور جنوں کے لیے ذبح کیا ہے جنوں سے محفوظ ہونے کے لیے ذبح کیا ہے جیسا کہ جادوگر کہتے ہیں اور وہ کرتا ہے یا وہ خود نئے گھر میں آیا ہے یا نئے گھر میں شفٹ ہوا ہے اور گھر کا جو دروازہ ہے وہاں پر کوئی بکرا ذبح کر دیتا ہے صرف اس لیے تاکہ ہمارا گھر جو ہے وہ خوشحال رہے اور ہر مصیبت سے ہم دور ہو جائیں تو عام طور پر یہ جنوں کے لیے ہوتا ہے اور یہ شرک ہے۔

اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے لیے کر رہا ہے تو مصیبت سے ٹلنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے لیے بھی اگر کرتا ہے تو طریقہ غلط ہے کیونکہ مشابہت ہوتی ہے مشرکین سے، تو یہ شرک نہیں ہے لیکن یہ حرام ہے۔

اور جس صدقے کی بات آئی ہے کہ صدقہ جو ہے اللہ تعالیٰ کے غصے کو ٹھنڈا کر دیتا ہے، ایک حدیث میں آیا ہے "دَاوَوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ" (صدقات سے اپنے مریضوں کا علاج کرو)، تو اس سے مراد یہ ہے کہ جو صدقہ یعنی جو پیسہ دیا جاتا ہے یا کوئی کھانا دیا جاتا ہے (کوئی بھی چیز دی جاتی ہے) کیونکہ اس میں بکرا اس لیے شامل نہیں ہے کیونکہ بکرے میں دو چیزیں ہیں (۱) ایک ذبح کرنا ہے الگ عبادت ہے۔ (۲) اور گوشت تقسیم کرنا الگ عبادت ہے۔

تو اگر گوشت خرید کر آپ کسی فقیر کو کھلا دیتے ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن بکرا ذبح کرنا خاص طور پر اس بکرے کی جان لینا تو اس کے لیے الگ سے دلیل ہونی چاہیے جو موجود نہیں ہے۔

تو اگر کوئی شخص مریض ہے آپ کسی فقیر کی مدد کر دیں صدقہ یعنی کوئی پیسہ دے دیں اور نیت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ میرے مریض کو شفایاب کر دے اس لیے میں اس فقیر کی مدد کر رہا ہوں اسے پیسہ دے رہا ہوں یہ حدیث سے مراد ہے جیسا کہ علماء فرماتے ہیں، لیکن جو سَر کا صدقہ ہے جو بکرا ذبح کرنا ہے اس کی تفصیل میں بیان کر چکا ہوں یہ شرعاً جائز نہیں ہے شیخ صالح آل شیخ حفظہ اللہ کی بات اس میں بالکل واضح ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ جِنوں کے لیے کرتے تھے تو اگر کوئی جِنوں کے لیے کرتا ہے تو شرک اکبر ہے اور اگر کوئی شخص جِنوں کے لیے نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کے لیے کرتا ہے تو اس لیے جائز نہیں ہے کہ اس میں مشابہت ہوتی ہے مشرکین کے ساتھ۔

واللہ أعلم۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (02. نواقض الاسلام) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔